دل کی بات

زیر نظر شمارہ آپ تک پہنچنے سے پہلے یا بعد عام انتخابات کا شوروشغب شروع ہو جائے گا۔ پھر وہی آموختہ دہرایا جائیگا جو جمہوریت کا خاصہ ہے یعنی افراتفری، بدامنی، قتل و غارت گری، بم دھماکے (جس کا آغاز ہو چکا ہے) گالی گلوچ، سودے بازی اور ضمیر فروشی کا بازار حق رائے دہی کے نام پر گرم کیا جائے گا۔

قارئین کرام! آج کی نشست میں ہم نے اپنے دل کی بہت ساری باتیں وضاحت کے ساتھ آپ سے کرنی ہیں۔ جن کی روشنی میں آپ کو دو ٹوک فیصلہ کرنا ہوگا۔

امریکہ۔ اس وقت دنیا کی واحد بڑی طاقت کے طور پر اپنے آپ کو منوا رہا ہے۔ وہ دنیا میں اپنی کامل بالادستی کے خوابوں کی تعبیر دیکھنے کا منتظر ہے۔ تمام اسلامی ممالک خاص طور پر اس کی ظالمانہ اور سفاکانہ کارروائیوں کی زد میں ہیں۔ بعض ممالک میں تو اس کی مداخلت سفلگی اور کمینگی کی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ کی واضح کامیابی کے بعد ان پر فوجی چڑھائی اور اقتدار سے محرومی، عراق پر مسلسل حملے، سعودی عرب اور عرب ریاستوں کے وسائل پر جبری تسلط، عراق پر مسلسل حملے، بوسنیا کے مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم، صومالیہ کی اقتصادی و معاشی بربادی لبنان میں مستقل انتشار اور قتل و غارت گری۔ فلسطین، افغانستان اور کشمیر کی تحریکوں کی بربادی ایسی واضح مثالیں ہیں کہ کوئی حقیقت پسند ان سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

پاکستان میں جاری سیاسی تبدیلیوں کا عمل، حکومتوں کی مسلسل توڑ پھوڑ اور تازہ سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کے نتیجہ میں معرض وجود میں آنے والی نگران حکومت (امریکی حکومت) کے فیصلے اقدامات اور اعلانات بھی امریکی منصوبہ کا حصہ ہیں۔ امریکہ ایک خاص حکمت عملی کے تحت پاکستان میں اپنے مفادات کے مکمل تحفظ کیلئے فضا سازگار بنا رہا ہے۔ ہم اُن خفیہ ہاتھوں کو بھی واضح طور پر پہچان رہے ہیں جو اس کھیل میں امریکی ایجنٹ بن کر اپنی "ماں دھرتی" پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ ان میں اول نمبر قادیانی ہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کے تکری گماشتے ہیں۔ دوم وطن فروش اور ضمیر فروش سیاست دان ہیں۔ اول الذکر گروہ تو موروثی انعامات و نوازشات کے بدلے حق نمک ادا کر رہا ہے۔ جبکہ مؤخر الذکر طائفہ نے ملک کے وقار، استحکام اور دفاع کو اپنی ذاتی دشمنیوں اور اغراض و مفادات کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ کسی بھی ملک کی مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ انتہائی محترم، حساس اور اہم ادارے ہوتے ہیں۔ ملک کا وقار انہی کے استحکام سے وابستہ ہوتا ہے۔ امریکہ نے اپنے گماشتوں کے ذریعے ان اداروں کو آپس میں بھڑایا اور عوام میں انہیں بے وقعت کیا۔ اسلم بیگ پہلے آدمی ہیں جنہیں توہین عدالت کے حوالے سے بطور مہرہ کے استعمال کیا گیا۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک میں ایسے لوگوں کو اپنے منصبی پروٹوکول کی وجہ سے تحفظات بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ماضی میں صوبائی حکومتوں کا مرکز سے جارحانہ، تصادم تین مرتبہ منتخب حکومتوں کا خاتمہ، تین مرتبہ نگران حکومتوں کی تشکیل، ملک اور عوام کو مستقل بحرانی کیفیت سے دوچار کرنا، ———— شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کے فیصلہ کو تبدیل کرانے کیلئے عیسائیوں کے مظاہرے، امریکی منصوبہ بندی کے تحت شعوری کوششوں کا ہی شاخسانہ ہے۔ نواز شریف ——— حکومت جزوی طور پر تو امریکی مفادات کا تحفظ کرتی رہی ہے مگر کاملاً نہ کر سکی لہذا اسے برطرف کر دیا گیا۔ اس کے لئے پی پی پی کو استعمال کر کے لانگ مارچ کا ڈرامہ بھی رچایا گیا۔ برطرفی کے بعد عدلیہ کے فیصلہ سے حکومت کی بحالی اور پھر اس کے خاتمہ سے جہاں دو متحارب سیاسی گروہوں کو رسوا کیا گیا وہاں عدلیہ کا وقار بھی مجروح کیا گیا۔

کچھ مفادات بلخ شیر مزاری کی نگران حکومت سے حاصل کئے گئے۔ جن میں سول اور فوج کے اہم عہدوں پر طوفانی تبدیلیاں اور خاص طور پر فوج میں ایک عیسائی کی جنرل کے عہدہ پر ترقی نہایت اہم واقعہ ہے۔ پھر دوسری نگران حکومت کے لئے معین قریشی کی صورت میں ایک سفاک معاشی ڈریکولا قوم کو تحفتہً دیا گیا جو پاکستانی کم امریکی زیادہ ہے۔ اردو بولتے ہوئے انہیں بے عزتی دامن گیر ہوتی ہے اس لئے انگریزی بولتے ہیں اور انگریزی سوچتے ہیں۔ پینتیس سال بعد اپنے عزیز وطن کو لوٹائے گئے تو اُن کے "شفاف" ذہن میں والدہ کی قبر کا کوئی نشان باقی نہ تھا۔ یہ کارنامہ بھی سپیشل برانچ کے دو

اہلکاروں نے سرانجام دیا اور لاہور میں قریشی صاحب کی آمد سے پہلے چوبیس گھنٹوں میں قبر ڈھونڈ نکالی۔ نگران وزیر اعظم شلوار نہیں پہنتے اس لئے ازار بند باندھنے کے طریقہ سے ناواقف ہیں۔ لہذا شلوار کو **گیلس** باندھ لی ہے مبادا قدموں میں ڈھیر ہو جائے۔ اُن کی منکوحہ جرمن خاتون ہیں۔ اُن کے اور ان کے بچوں کے سسرال بھی پاکستانی نہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق حال ہی میں وہ پاکستانی شہری بنائے گئے ہیں۔ اس ذات شریف نے اقتدار سنبھالتے ہی انتہائی سرعت کے ساتھ بعض ایسے اقدامات اٹھائے ہیں جو نگران حکومت کے دائرہ کار میں نہیں ہوتے۔ وہ اگر صرف منصفانہ انتخابات کے لئے بھیجے گئے ہوتے تو ایسا نہ ہوتا چونکہ وہ "شفاف" انتخابات کے لئے "ایکسپورٹ" کئے گئے ہیں اور مستقبل میں بھی اقتدار میں حصہ دار بننے کے خواہاں ہیں۔ اس لئے منتخب حکومت والے اقدامات کر رہے ہیں۔ جن میں انتظامی عہدیداروں کے وسیع پیمانے پر تبادلوں سے ملکی خزانہ کی تباہی اور ناقابل تلافی نقصان، کرنسی کی قیمت میں خوفناک حد تک کمی، زرعی ٹیکس کے نام پر ہوشربا مہنگائی، موٹروے اور پیلو کیب سکیم کا خاتمہ جیسے اقدامات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تبدیل ہونے والے افسر جانب دار ہیں اور ان کی سیاسی وابستگیاں ہیں تو وہ دوسرے مقامات پر بھی یہ کام اپنے اختیارات کے بل بوتے پر کر سکتے ہیں۔ نگران وزیر اعظم نے مختلف ممالک میں اپنے مشن (دفاتر) بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سے چند لاکھ روپے تو بچ جائیں گے مگر دشمن ممالک کی سازشوں کا پتہ چلانے کے لئے دس گنا زیادہ خرچ ہوگا۔ آئی ایم ایف کے دباؤ پر زرعی ٹیکس لگایا گیا مگر دوسری طرف گندم کی قیمت میں ناقابل برداشت اضافہ کر کے جاگیردار کو ٹیکس کا نعم البدل عطاء کیا گیا۔ اس سے غریب عوام کی زندگی تو متاثر ہوئی ہے۔ جاگیردار کی نہیں گندم کی خرید اُن کی دسترس سے باہر ہوئی ہے۔ بجلی اور پٹرول کے نرخوں میں اضافہ ہوا ہے۔ کرائے بڑھے ہیں، عام شہری کی زندگی اجیرن کی گئی ہے۔ قیمتوں میں اضافہ کی بجائے زمیندار کو زرعی سہولتیں مہیا کی جاتیں تو پیداوار میں اضافہ سے زمیندار کا نقصان بھی پورا ہوتا اور ملک کو زرعی استحکام بھی نصیب ہو سکتا تھا۔

اس وقت ملک زبردست اقتصادی و معاشی بحران کی بھنور میں پھنسا ہوا ہے۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے سرکردہ رہنماؤں کے نام قرض نادہندگان اور معاف کرانے والوں کی فہرست میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ فہرست نہایت شرمناک اور عبرت انگیز ہے۔ دونوں گروہوں نے ملک کو نہایت صفائی سے لوٹا ہے۔ اور تیسرا مقتدر انہی کے نقش قدم پر چل کر ملک کا دیوالیہ نکال رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت بنکوں کے ۲۳ ارب روپے سے زائد مالیت کے قرضے واجب الادا ہیں۔ واپڈا، پی ٹی سی، اور دیگر اداروں کو ۲۵ ارب سے زائد واجبات کی ادائیگی نہیں ہو رہی۔ ماہرین کو خدشہ ہے کہ ۹۴-۱۹۹۳ء پاکستان میں افراطِ زر کی شرح میں اضافے کے حوالے سے شدید اور بدترین سال ثابت ہو سکتا ہے۔

معین قریشی حال ہی میں کشمیر کے دورہ پر بھی تشریف لے گئے تھے۔ وائس آف جرمنی نے فوجی حلقوں کے حوالے سے بتایا کہ پاکستان نے امریکی دباؤ میں آ کر کشمیری حریت پسندوں کی امداد بند کر دی ہے۔ جو پاکستان سے الحاق کی جنگ کر رہے ہیں۔ اس خبر کی عملی تصدیق ہمارے ذرائع ابلاغ کے رویئے سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ آج کل ریڈیو اور ٹی وی سے کشمیر کو گول کر دیا گیا ہے۔ یقیناً یہ شرمناک اقدام بھی امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

ہمیں خدشہ ہے کہ عنقریب نگران حکومت یہ فیصلہ بھی کرنے والی ہے کہ اقلیتوں پر سے پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ مخلوط انتخابات ہوں گے۔ اس لئے کہ معین قریشی مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد کے پرانے دوست اور کسی حد تک ہم فکر بھی ہیں۔ وہ قادیانیوں کو بھی امریکی اشارے پر فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔

الیکشن کمیشن نے جو ضابطہ اخلاق ۲۲ اگست کو جاری کیا اس میں دو باتیں نہایت اہم ہیں۔

۱۔ کسی امیدوار یا جماعت کو کافر، منکر یا غدار نہیں کہا جا سکے گا۔

۲۔ جنس کی بنیاد پر کسی امیدوار کے انتخابات میں حصہ لینے پر تنقید نہیں ہو سکے گی۔

یاد رہے کہ یہ دونوں تجاویز پیپلز پارٹی کی طرف سے پیش کی گئیں جنہیں منظور کر لیا گیا۔ الیکشن کمیشن اگر یہ وضاحت بھی ساتھ ہی کر دے کہ کافر، منکر یا غدار کو کیا نام دیا جائے گا اور کن معزز القاب سے یاد کیا جا سکے گا تو یہ اُن کا قوم پر احسان

ہو گا- اور یہ حکم بھی صادر فرما دے کہ جنس کی بنیاد پر (اسلام کے حوالے سے) بے نظیر کی مخالفت قانوناً منع ہے- ساتھ ہی نگران قریشی صاحب قرآن کریم کے بارے میں بھی اپنا فیصلہ صادر فرما دیں کہ انہیں ناپسند اور نامنظور ہے- اس سے کم از کم اُن کی اور ہماری منزل ضرور متعین ہو جائے گی-

علاوہ ازیں بزعم خود پاکستان کے سب سے بڑے خیر خواہ "نوائے وقت" نے اپنے ایک اداریہ میں "نوائے وقتی" کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فاطمہ جناح نے الیکشن لڑ کر فیصلہ کر دیا **تھا** کہ عورت الیکشن لڑ سکتی ہے- اس کی ممانعت نہیں- "نظامی نویسیوں" کی خدمت میں عرض ہے کہ دینی معاملات میں فاطمہ جناح ہمارے لئے حجت نہیں نہ بانئ پاکستان مسٹر جناح اس معاملہ میں ہم صرف شریعت کے پابند ہیں اور نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہی مسلمانوں کے لئے حجت ہیں-

—— این ڈی اے اور اے پی سی کے بدنام زمانہ سیاست دان گھٹنوں میں منہ چھپائے نادم بیٹھے ہیں- اُن کی اُڑائی ہوئی خاک خود انہی کے سروں پر پڑ رہی ہے-

پی- ڈی اے (پی پی پی + شیعہ) مسلم لیگ نواز گروپ، اسلامی جمہوری محاذ، متحدہ دینی محاذ اور پاکستان اسلامک فرنٹ (جماعت اسلامی) اور دیگر ناقابل شمار جماعتیں اس وقت انتخابی اکھاڑے میں اوچھل کود میں مصروف ہیں-

پیپلز پارٹی اور شیعوں نے تو اپنا منشور واضح طور پر پیش کر دیا ہے- قولی اور عملی دونوں لحاظ سے سب پر واضح کر دیا ہے کہ وہ ہرگز اسلام نہیں چاہتے- مخلوط انتخاب، آٹھویں ترمیم کا مکمل خاتمہ اور ملا سے اسلام کی نجات وغیرہ وغیرہ--- مگر نواز شریف ابھی تک مذبذب ہیں- انہیں وضاحت کرنی چاہیے کہ وہ جداگانہ انتخاب چاہتے ہیں یا مخلوط؟ آٹھویں ترمیم کا مکمل خاتمہ کریں گے یا اس ترمیم کے ذریعے کئے گئے اسلامی اقدامات کو باقی رکھیں گے؟ پیپلز پارٹی اور شیعہ گروہ نے تو مخلوط انتخاب اور آٹھویں ترمیم کے مکمل خاتمہ کا منشور دیکر قادیانیوں کو تحفظ دیا ہے- نواز شریف صاحب آئندہ کس کو تحفظ دینا چاہتے ہیں؟-

دینی جماعتوں کے تین اتحاد بغیر لنگر لنگوٹ کے انتخابی میدان میں اتر چکے ہیں- بعض حلقوں کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ اس سے لادین اقتدار میں آ جائیں گے- نواز شریف دینی جماعتوں کے فطری حلیف ہیں- انہیں اس موقع پر اُن کا ساتھ دینا چاہیے- دینی جماعتوں کا موقف ہے کہ نواز شریف نے اپنے عہد اقتدار میں ہمیں دھوکہ دیا ہے- شریعت کو رسوا کیا ہے اب اُن پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا--- ہم احرار والے تو گزشتہ بیس برسوں سے یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ موجودہ جمہوری نظام مشرکانہ اور کافرانہ ہے- اس نظام کے اندر رہ کر ایک مسلمان کیلئے شریعت کے مطابق زندگی گزارنا ممکن ہی نہیں-

اول تو یہ جمہوری نظام دینی جماعتوں کی سیاست و جدوجہد سے کوئی مناسبت ہی نہیں رکھتا اگر انہیں یہ کڑوی گولی نگلنے کا بہت ہی زیادہ شوق ہے تو پھر انہیں ایک اتحاد کی صورت میں سامنے آنا چاہیے تھا- اس کے بغیر نہ تو اُن کا کوئی وزن ہے اور نہ ہی سیکولر جماعتوں کی وہ ضرورت ہیں-- یہ تمام اتحاد ایک ہوں تو بہت بڑی قوت ہیں- اگر سب کا مقصد نفاذ اسلام ہے تو پھر ایک منشور، ایک نام اور ایک نشان پر متحد ہو کر وہ کیوں سامنے نہیں آتے؟- اسلام منزل نہیں تو پھر وہ اپنے اس طرز عمل کو کیا نام دیں گے- لوکل ایڈجسٹمنٹ ایک منافقانہ طرز عمل ہے جو بدقسمتی سے دینی جماعتوں نے لادین جماعتوں سے مستعار لیا ہے- یعنی جہاں مفاد اور جیت کے آثار نظر آئیں وہاں ایک ہو جائیں؟- یوں منتخب ہو کر اسمبلی میں یہ کس کی نمائندگی کریں گے؟ دینی جماعتیں آپس میں تو فطری حلیف ہیں- نواز شریف اُن کا فطری حلیف نہیں- آپ اسلام کی بالادستی کے قائل ہیں اور باقی تمام سیاست دان امریکہ کی----- آپ اسلام کو اجتماعی مسئلہ سمجھتے ہیں اور سیاست دان انفرادی--- اسلام پسند ووٹر کو موجودہ صورت حال کے نتیجہ میں مستقبل میں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی- (بقیہ صـ۶۳ پر)